

اللہ

کی عطائیں



مفتی محمد قاسم عطاری رضوی



ناشر:

صدیقی پبلشرز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى آلك وأصحابك يا حبيب الله

مجلس برائے تفتیش کتب

حوالہ: ۴۷

تاریخ: _____

﴿ تصدیق نامہ ﴾

الحمد لله عز وجل تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

اللہ عز وجل کی عطائیں

پر المدینة العلمية کے ماتحت، مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے حتی الامکان احتیاط و توجہ کے ساتھ نظر ثانی کی گئی ہے۔
مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے۔

مجلس

تفتیش کتب و رسائل

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عبدالمصطفیٰ..... اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ! کیسے مزاج ہیں؟ وحید بھائی۔

محمد وحید..... وَ عَلَیْكُمْ السَّلَام! اللہ عزوجل کا شکر ہے، خیریت سے ہوں، اپنا سنا لیں۔

عبدالمصطفیٰ..... اللہ و رسول عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل و کرم ہے، آپ فجر میں نظر نہیں آئے!

محمد وحید..... رات کافی دیر سے سویا تھا، اس لئے جاگ نہ آئی، ایک جلسہ میں گیا تھا۔

عبدالمصطفیٰ..... بڑے افسوس کی بات ہے۔ جلسہ کہاں تھا؟

محمد وحید..... جامع مسجد بلال میں تھا۔

عبدالمصطفیٰ..... کون سے مولانا صاحب تھے؟

محمد وحید..... نام تو مجھے معلوم نہیں، البتہ ان کی باتیں قرآن و حدیث کے حوالے سے تھیں۔

عبدالمصطفیٰ..... کیا بیان کیا؟ کچھ یاد ہے؟

محمد وحید..... جی ہاں! اکثر باتیں یاد ہیں۔ کچھ تو ڈائری میں نوٹ بھی ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... کس موضوع پر باتیں کیں؟ کچھ بیان تو کریں۔

محمد وحید..... انہوں نے بیان کیا کہ اللہ عزوجل ہی ہر شے کا مالک ہے اور اس کے سوا کسی کو کچھ ملکیت نہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... یقیناً اللہ عزوجل ہی ہر شے کا مالک حقیقی ہے۔

لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پارہ ۳، سورۃ بقرہ: ۲۸۴) اللہ عزوجل ہی مالک ہے اس کا جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔

اسی کا فرمان ہے وہ جسے چاہے جو چاہے عطا فرمادے۔

محمد وحید..... کیا اللہ عزوجل اپنی ملک سے عطا بھی فرماتا ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! فرمان خداوندی ہے:-

وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل: ۲۰) اور تیرے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں۔

جب خدا کی عطا کو کوئی روک نہیں سکتا تو وہ جسے چاہے عطا کرے۔

محمد وحید..... تو کیا خدا عز وجل کے علاوہ کسی کو مالک کہہ سکتے ہیں اور کسی کو کچھ ملکیت حاصل ہے؟

عبدالصطفیٰ..... جی ہاں! اللہ عز وجل کا فرمان ہے:-

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمَلِكِ تُوْتِي الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءَ (پارہ ۳، سورہ آل عمران: ۳۶)

اے محبوب تم فرما دو اے اللہ عز وجل ملک کے مالک! جسے چاہے تو ملک عطا فرماتا ہے۔

اب دیکھیں جسے خدا عز وجل ملکیت عطا کرے گا وہ خدا عز وجل کی عطا سے مالک بنے گا یا نہیں؟

محمد وحید..... یقیناً وہ مالک بنے گا مگر میں نے تورات سنا تھا کہ ملکیت وقوت صرف اللہ عز وجل کے پاس ہے۔ کیا اس قسم کی کوئی آیت ہے کہ اللہ عز وجل کے سوا کسی کو کچھ قوت حاصل نہیں۔

عبدالصطفیٰ..... جی ہاں! قرآن پاک میں ہے:-

اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (پارہ ۲، سورہ بقرہ: ۱۲۵) سب قوتوں کا مالک اللہ عز وجل ہے۔

مگر اس کا وہ مفہوم نہیں جو آپ کو بتایا گیا ہے۔ وگرنہ کل کوئی یہ بھی کہہ دے گا ساری عزت اللہ عز وجل کے پاس ہے اور باقی سب عزت سے خالی اور ذلیل و رسوا ہیں۔

محمد وحید..... یہ تو کوئی پاگل ہی کہہ سکتا ہے، یہ کوئی کیوں کہے گا؟

عبدالصطفیٰ..... اس لئے کہ اللہ عز وجل کا فرمان ہے:-

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (پارہ ۱۱، سورہ یونس: ۶۵) بے شک ساری عزتوں کا مالک اللہ عز وجل ہے۔

جب خدا عز وجل مالک ہے تو اور کسی کے پاس عزت نہ ہوگی لہذا آپ کے کلیہ کے مطابق سب عزت سے خالی اور ذلیل و رسوا ہوئے۔

محمد وحید..... یہ بھی سنا تھا کہ حاجت پوری کرنا اور شفا دینا وغیرہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔
عبدالمصطفیٰ..... یقیناً حقیقی اور ذاتی طور پر شفا دینا اور حاجت پوری کرنا اللہ عزوجل کا کام ہے ہاں جسے قوت اور طاقت دے
اس کی الگ بات ہے۔

محمد وحید..... کیا خدا عزوجل نے یہ قوت و طاقت کسی کو عطا فرمائی ہے؟
عبدالمصطفیٰ..... قرآن پاک سے تو یہی پتا چلتا ہے۔ چنانچہ فرمان الہی عزوجل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-
انی اخلق لکم من الطین کھيئة الطیر فانفخ فيه فيكون طيرا باذن الله
و ابری الاکمه و الابرص و احی الموتی باذن الله (پارہ ۳، سورہ آل عمران: ۴۹)

بے شک میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ عزوجل کے حکم سے
پرندہ بن جاتا ہے اور میں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ عزوجل کے اذن سے۔
یہاں سے قوت و طاقت اللہ عزوجل کی عطا سے ثابت ہے۔
محمد وحید..... مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ خلافِ عادت طریقے سے کوئی شفا نہیں دے سکتا اور دوائی وغیرہ کے ذریعے تو ڈاکٹر بھی
شفا دیتے ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی دوائیوں کا کورس نہیں کرواتے تھے اور مُردوں کا آپریشن نہیں کرتے تھے
خلافِ عادت طریقے سے ہی شفا دیتے تھے مگر اللہ عزوجل کی مرضی اور اذن سے دیتے تھے۔
محمد وحید..... آپ کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر صرف اللہ عزوجل ہی سب کچھ کرتا ہے اور اس کی عطا سے انبیاء و اولیاء کر سکتے ہیں
کیا اس کی کوئی اور مثال بھی ہے؟
عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! اللہ عزوجل کا فرمان ہے:-

وَ لکن الله یزکی من یشاء (پارہ ۱۸، سورہ نور: ۲۱) لیکن اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے پاک فرماتا ہے۔
اور اللہ عزوجل ہی کا فرمان ہے:-

هو الذی بعث فی الامین رسولا یتلوا علیہم ایتہ و یزکیہم (پارہ ۲۸، سورہ محمد: ۳۴)
وہ اللہ عزوجل ہے جس نے اُن پڑھوں میں رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھیجا جو انہیں میں سے ہے کہ
ان پر اللہ عزوجل کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک و صاف فرماتا ہے۔
اب یہاں ایک ہی لفظ ترکیب کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی۔ لیکن فرق وہی ہے کہ
اللہ عزوجل ذاتی طور پر اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عطا سے پاک کرتے ہیں۔

محمد وحید..... کیا انبیاء و اولیاء کے اختیارات کے بارے میں اور بھی کوئی آیت ہے؟
عبدالمصطفیٰ..... آیت نہیں بلکہ آیات ہیں۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں، نبیوں اور ولیوں کو اپنے فضل و کرم سے بہت کچھ عطا فرما رکھا ہے۔

محمد وحید..... کچھ بیان تو فرمائیں۔
عبدالمصطفیٰ..... فرمان الہی:-

لہ معقبلت من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ من امر اللہ (پارہ ۱۳، سورہ رعد: ۱۱)

آدمی کیلئے اس کے آگے اور اس کے پیچھے باری والے ہیں جو اللہ عزوجل کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔
یوں فرشتے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔

محمد وحید..... باری والوں سے کیا مراد ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... اس کا مطلب ہے کہ ان کی ذیونیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں فجر کے وقت اور عصر کے وقت۔ مزید سنئے فرمایا:-

ویرسل علیکم حفظة (پارہ ۷، سورہ انفعام: ۶۱) اور اللہ عزوجل تم پر حفاظت کرنے والے بھیجتا ہے۔

محمد وحید..... ان کے کچھ اور کام بھی ہیں یا سب حفاظت ہی پر مقرر ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... اور بھی بہت سے کام ہیں مثلاً اولاد عطا کرنا۔

محمد وحید..... یہ تو نہیں کہا جاسکتا!

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! یہ تو نہیں کہا جاسکتا، اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:-

وللہ العزة ورسولہ وللمؤمنین ولكن المنفقین لا یعلمون (پارہ ۲۸، سورہ منافقون: ۸)

اور اللہ عزوجل کیلئے اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیلئے اور ایمان والوں کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

محمد وحید..... پھر دونوں آیتوں میں موافقت کیسے ہوگی؟

عبدالمصطفیٰ..... وہ تو بالکل واضح ہے۔ اس طرح کہ ذاتی طور پر عزت کا مالک صرف اللہ عزوجل ہے اور اس کی عطا سے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ایمان والے۔

محمد وحید..... یعنی قوت والی آیت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ ذاتی طور پر اللہ عزوجل ہی قوت کا مالک ہے اور اس کی عطا سے رسول اور کامل ایمان والے بھی قوت والے ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... یقیناً یہی مفہوم ہے، وگرنہ تو خود قرآن کی آیات میں ایسا تعارض ہوگا کہ دُور نہیں ہو سکے گا۔

محمد وحید..... یہ جو آپ نے کہا تھا، اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں یہ کہنا کیسا ہے؟
عبدالمصطفیٰ..... یہ اللہ عزوجل کا سکھایا ہوا ہے اور اس کا پسندیدہ طریقہ ہے۔

محمد وحید..... اللہ عزوجل نے کہاں سکھا دیا؟

عبدالمصطفیٰ..... دسویں پارے میں سورہ توبہ کی آیت نمبر ۴۷ پڑھ کر دیکھ لیں۔ فرمایا:-

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ اغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ: ۷۴)

اور لوگوں کو نہیں برا لگنا مگر یہ کہ انہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

یہاں دیکھ لیں اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کا ذکر ہے۔

محمد وحید..... پھر تو آئندہ میں بھی یوں ہی کہوں گا کہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے یہ کروں گا وغیرہ۔

عبدالمصطفیٰ..... بہت مبارک باد ہے۔ ایمان والوں کا طریقہ ہی یہی ہوتا ہے جیسا کہ فرمان الہی ہے:-

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ

(پارہ ۱۰، سورہ توبہ: ۵۹) اور اگر وہ لوگ راضی رہتے اس پر جو انہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور

کہتے کہ ہمیں اللہ عزوجل کافی ہے اور عنقریب اللہ عزوجل ہمیں اپنے فضل سے عطا کریگا اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی عطا کریگا۔

دیکھ لیں اللہ عزوجل نے خود فرمایا کہ لوگ یوں کہا کریں تو اللہ کو بہت پسند ہے۔

محمد وحید..... سُبْحَانَ اللَّهِ! کیسی عمدہ بات ہے اور محبت بھرا بیان ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... مزید سنئے! فرمان الہی ہے، **وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ** (پارہ ۱۰،

سورہ توبہ: ۶۲) اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ حق دار ہیں اس بات کے کہ لوگ انہیں راضی کریں اگر وہ ایمان

والے ہیں۔ دیکھئے کیسی وضاحت اور صراحت ہے کہ ہر کام میں خدا کے ساتھ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت کریں۔

محمد وحید..... رات میں نے یہ بھی سنا تھا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی کچھ نہیں دے سکتا، نہ دولت اور نہ نعمت۔

عبدالمصطفیٰ..... بڑی عجیب بات ہے، کیا دو آیتیں جو ابھی میں نے سنائیں، ان میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل، عطا اور غنی

کرنے کا ذکر نہیں؟ یقیناً ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (پارہ ۲۲، سورہ احزاب: ۳۷)

اے محبوب! یاد کیجئے جب آپ کہہ رہے تھے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور آپ نے نعمت دی۔

کیا ان آیات کے ہوتے ہوئے بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی دولت اور نعمت نہیں دے سکتا؟

محمد وحید..... (بات کاٹتے ہوئے) اس پر تو مقرر صاحب نے سب سے زیادہ زور دیا تھا کہ اللہ عزوجل ہی اولاد عطا کرتا ہے۔
عبدالمصطفیٰ..... بھائی اس سے کون انکار کرتا ہے فرشتے بھی تو اللہ عزوجل کی عطا ہی سے دیتے ہیں چنانچہ جب جبریل امین علیہ السلام
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو فرمایا:-

أَنَا رَسُولُ رَبِّكَ لَاهِبٌ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا (پارہ ۱۶، سورہ مریم: ۱۹)

میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں۔

تو اولاد عطا کرنا بھی فرشتے کے ذریعے ہوتا ہے بلکہ ایک اور بات بھی ہے۔

محمد وحید..... وہ کیا؟

عبدالمصطفیٰ..... وفات دینا تو سب مانتے ہیں نا! کہ فرشتوں کا کام ہے۔ موت کے فرشتے عزرائیل علیہ السلام کا نام تو سنا ہوگا؟

محمد وحید..... ہاں اس بات کو تو سب مانتے ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... کیونکہ فرمان خداوندی ہے:-

قُلْ يَتُوفِكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (پارہ ۲۱، سورہ سجدہ: ۱۱)

تم فرما دو کہ اے لوگو! تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

دیکھ لیں کتنا زبردست اختیار ہے اور کیسی عظیم قوت ہے اس طرح کی اور بھی متعدد آیات ہیں۔

محمد وحید..... فرشتوں کے کچھ اور کام بھی ہیں جو قرآن وحدیث میں ہیں؟

عبدالمصطفیٰ..... آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ فرشتے خدا نہیں بلکہ اس کے پیارے بندے ہیں لیکن اللہ عزوجل کی عطا سے

قوت واختیار رکھتے ہیں۔ اب سنئے! اللہ عزوجل فرماتا ہے:-

إِذْ يُوْحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا (پارہ ۹، سورہ انفال: ۱۲)

یاد کیجئے جب آپ کا رب فرشتوں کی طرف وحی فرما رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔

اور قرآن پاک ہی میں ہے:-

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا (پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم: ۲۷) اللہ عزوجل ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔

دیکھیں ثابت قدم رکھنے کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف بھی ہے اور فرشتوں کی طرف بھی، یہاں بھی فرق وہی ہے کہ فرشتے اللہ عزوجل

کی عطا سے اور خود خدا عزوجل ذاتی طور پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

محمد وحید..... گویا سارے جہان کی تدبیر فرشتوں کے پاس ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... ھقیقۃً تو تدبیر فرمانے والا اللہ عزوجل ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے..... **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ** (پارہ ۱۱، سورۃ یونس: ۳۰)
اللہ عزوجل کاموں کی تدبیر فرماتا ہے۔

لیکن یہ تدبیر بھی اللہ عزوجل نے فرشتوں کو عطا فرمائی ہوئی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے..... **فَالْمَدْبِرَاتُ أَمْرًا** (پارہ ۳۰، سورۃ نازعات: ۵) ان فرشتوں کی قسم جو جہان کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔

محمد وحید..... فرشتے کاموں کی تدبیر کیسے کرتے ہیں؟

عبدالمصطفیٰ..... بارش برسانا، اولاد عطا کرنا، ان کی روزی مہیا کرنا، آفات سے بچانا، مراتب بلند کرنا نیز ذلیل و رسوا کرنا پھر جان نکالنا، قبر میں حساب کتاب کرنا، مزادینا، جزا دینا سب کچھ تدبیرِ امر میں شامل ہے اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

محمد وحید..... یہ سب فرشتوں کے بارے میں تھا۔ کیا اولیائے کرام کے بارے میں بھی کوئی ایسی آیت ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... انیسویں پارے کی سورۃ نمل پڑھ لیں، خود ہی پتا چل جائیگا۔ ملکہ بلقیس کا ایک بہت لمبا چوڑا تخت تھا اور کئی سو میل دُور تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے پوچھا، اسے کون لائے گا؟ ایک جن نے کہا میں آپ کے یہاں سے اُٹھنے سے پہلے لے آؤں گا۔ جس پر ایک ولی اللہ نے کہا، **اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ** (پ ۱۹ سورۃ نمل: ۴۰) میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت لے آؤں گا۔ **فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي** (ایضاً) پس جب اپنے پاس پڑا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ یعنی پلک جھپکنے سے پہلے اللہ عزوجل کا ولی اس تخت کو سینکڑوں میل دُور سے لے آیا۔ یہ قوت و طاقت اور تصرف و اختیار سب عطائے الہی سے ہے۔ نیز احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

محمد وحید..... کون سی حدیث میں اس کی تائید ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... بخاری شریف میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اسکے ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ پکڑتا، چلتا، دیکھتا اور سنتا ہے۔ (صحیح بخاری باب التواضع، ج ۲ ص ۹۶۳، مسند احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۳۵۶)

محمد وحید..... اس کا مطلب کیا ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا کہ اس کا مطلب ہے، جلالِ الہی عزوجل کا نور اس کی آنکھوں، ہاتھوں، پاؤں اور کانوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ جس سے وہ دُور و نزدیک کی باتیں سنتا بھی ہے، دیکھتا بھی ہے اور ہر جگہ اپنی قوت کو استعمال بھی کر لیتا ہے۔ کراماتِ اولیاء سب اسی میں شامل ہیں۔

محمد وحید..... جب خدا کا قرب انہیں مل جاتا ہے پھر تو اللہ عزوجل ان کی دعائیں ضرور قبول فرماتا ہوگا؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! بخاری شریف میں **لئن سألنی لا عطينه** اگر وہ ولی مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔ اسی لئے تو ہم اولیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتے ہیں کہ آپ اللہ عزوجل سے دعا کریں کیونکہ ان سے قبولیت کا خصوصی وعدہ ہے۔

محمد وحید..... انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں بھی ایسی آیات ہیں جو ان کے اختیارات کو ثابت کرتی ہوں؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! بہت سی آیات ہیں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، **اذا سئسقی موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحر** (پارہ ۱۱، سورہ بقرہ: ۶۰) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو۔ **فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا** (ایضاً) پس اس سے بارہ چشمے بہ پڑے۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کیسا عظیم تصرف ثابت ہوا۔ پھر انیسویں پارے میں ہے کہ آپ نے عصا مار کر دریا میں راستے بنا دیئے بلکہ آپ کے اختیار کا کیا کہنا! آپ کی تو موت بھی آپ کے اختیار سے ہوئی تھی۔

محمد وحید..... وہ کیسے؟

عبدالمصطفیٰ..... بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کے پاس روح نکالنے کیلئے آئے۔ آپ نے تھپڑ مار کر فرشتے کی آنکھ نکال دی۔ وہ دوبارہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آیا اور ماجرا عرض کیا، حکم ہوا کہ ایک تیل پر ان کا ہاتھ پھیرو والو جتنے بال ہاتھ کے نیچے آئیں گے، اتنے سال عمر بڑھادی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئے، مگر اس مرتبہ آپ نے فرشتے کو جان نکالنے کی اجازت دے دی تو اس نے روح نکالی۔ (الصحيح للبخاری باب وفاة موسیٰ علیہ السلام، ج ۱ ص ۴۸۴، الصحيح للمسلم باب فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج ۲ ص ۲۶۷، المسند لاحمد بن حنبل، ج ۲ ص ۲۶۹، كنز العمال للمفتی، ج ۱۱ ص ۵۰۶، المسند لابن ابی عاصم، ج ۱ ص ۲۶۶)

محمد وحید..... سُبْحَانَ اللَّهِ! بڑا پر لطف واقعہ ہے کیا صرف موسیٰ علیہ السلام کو ہی موت کا اختیار تھا کہ ان کی مرضی سے آئے یا کسی اور نبی علیہ السلام کے بارے میں بھی کوئی آیت وحدیث ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... نہیں! یہ تو سب نبیوں کو کمال حاصل تھا۔ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں تو بخاری شریف میں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر جلوہ فرما کر ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا پسند کرے یا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ تو اس بندے نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونا پسند کر لیا ہے۔ اس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپڑے مگر جب تھوڑے دنوں کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو پھر سب کو سمجھ آ گیا کہ وہ بندے خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھے، جنہیں اللہ نے دنیا میں رہنے یا وفات قبول کرنے کا اختیار دیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مار کر حقیقی پرندہ بنا دینا، کوڑھیوں اور اندھوں کو شفا یاب کرنا نیز مردوں کو زندہ کرنا تو میں نے بیان کیا تھا اور یہ قرآن پاک میں دو مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں، جو بیان کی جاسکتی ہے۔

محمد وحید..... ضرور بیان فرمائیں۔ یہ تو ایمان کو مضبوط کر رہی ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا، **فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب** ۵ **و الشیطان کل بناء و غواص** ۵ **و اخرین مقرنین فی الاصفاد** ۵ **هذا عطاؤنا فامنا او امسك بغير حساب** (پارہ ۲۳، سورہ ص: ۳۶-۳۹) اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں تھی ان کے حکم سے تیز اور آہستہ چلتی، جہات بھی ان کے قبضہ میں تھے۔ جو حکم ہوتا وہ کرتے۔ یہ اللہ عزوجل کی عطا تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہر طریقے سے استعمال کی اجازت تھی اور بھی متعدد آیات ہیں جن میں پہاڑوں، پرندوں حیوانوں کے ان کے قبضے میں ہونے کا ذکر ہے۔

محمد وحید..... ان آیات سے تو پتا چلتا ہے کہ قرآن پاک میں انبیاء کے اختیارات عطا نہ کیے کا واضح ذکر ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ ان کیلئے لوہا نرم کر دیا۔ سترھویں پارے میں ہے۔

محمد وحید..... ان آیات سے تو ہدایت حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... مگر سب لوگ کرتے نہیں کیونکہ جن کے صدقے ہدایت ملتی ہے، جب انہیں نہ مانا جائیگا تو ہدایت کیسے ملے گی؟

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: **الر کتب انزلنه الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید** (پارہ ۱۳، سورہ ابراہیم: ۱) یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں، انکے رب کے اذن سے عزت والے، تعریف کئے گئے رب کی راہ کی طرف۔ نیز ارشاد ہوتا ہے، **انک لتهدی الی صراط مستقیم** (پارہ ۲۵، سورہ شوریٰ: ۵۲) بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔

محمد وحید..... میں نے سنا تھا اور ہمارا عقیدہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل کُن فرما کر سارے کام کر دیتا ہے۔ تو پھر کسی اور سے کام کروانے کی کیا ضرورت ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... ہمارا قطعی اور یقینی عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل کسی کا محتاج نہیں، وہ بے پروا، قادر مطلق ہے لیکن اسی قادر و قیوم خدا نے اپنے کلام پاک میں ہمیں بتا دیا کہ خدا کریم نے اپنے بے انتہا کرم و نعمت کے خزانوں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اپنا خاص فضل فرمایا اور انہیں بھی یہ طاقت عطا فرمادی کہ وہ اشارہ کر کے پل بھر میں مشکل سے مشکل کام سرانجام دیتے ہیں۔

محمد وحید..... کیا اس کی کوئی دلیل ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! قرآن پاک میں سورۃ یوسف میں ہے کہ جیل کے اندر دو قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم نے خواب دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ کو شراب پلا رہا ہے اور دوسرے کے سر پر ایک تھال ہے جس سے پرندے لے کر کھاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ ایک جیل سے نجات پائے گا اور دوسرے کو پھانسی ہو جائے گا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا، ہم نے ویسے ہی کہہ دیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، **قضى الامر الذى فيه تستفتين** (پارہ ۱۲، سورۃ یوسف: ۴۱) جس چیز کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا اس کا فیصلہ کر دیا گیا یعنی تم نے جھوٹ بولا یا سچ بولا، جو میری زبان سے نکل گیا اب ویسا ہو کر رہے گا۔

محمد وحید..... یہ تو واقعی کُنّی والی بات ہوئی کہ جو منہ سے نکل گیا ویسے ہی ہو گیا۔

عبدالمصطفیٰ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی ایسا ہی واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تو رات لینے طور پر گئے تو سامری نامی ایک آدمی نے لوگوں کو بُت پرستی پر لگا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر قوم کو سزا دی اور سامری سے کہا، **فاذهب فان لك في الحياة ان تقول لا مساس** (پارہ ۱۶، سورۃ طہ: ۹۷) پس تو چلا جا بیشک دُنیوی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے گا (اے لوگو) مجھے نہ چھو نا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے الفاظ نکلے ادھر سامری اسی سزا میں مبتلا ہو گیا کہ لوگوں کو کہتا پھرتا تھا مجھے نہ چھو نا اور جو چھو لیتا وہ اور سامری سخت تکلیف میں مبتلا ہو جاتے۔

محمد وحید..... کیا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی فضیلتوں کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... **سُبْحَانَ اللَّهِ**! حضور پر نور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات توفیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے، جس کسی کو جو کچھ ملا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے سے ہی ملا ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اللہ عزوجل کے نائب اکبر اور محبوب اعظم ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو سب سے زیادہ فضائل و کمالات عطا فرمائے ہیں۔

محمد وحید..... راحت قلب اور تسکین کیلئے کچھ تو بیان فرمائیں۔

عبدالمصطفیٰ..... آپ اسی بات پر غور کر لیں کہ کسی دنیوی شاہ اور حکمران کا کوئی نائب اور خلیفہ ہو تو وہ حکمران اسے کوئی اختیار دیتا ہے یا نہیں؟

محمد وحید..... ضرور دیتا ہے۔ وگرنہ وہ نائب اور خلیفہ ہی کس بات کا ہوا؟

عبدالمصطفیٰ..... واقعی بات اس طرح ہے کہ نائب کو اختیار ہوتا ہے، وگرنہ تو پتھر کا نائب ہونا اور حکمران کا نائب ہونا برابر ہے کہ دونوں کو کچھ اختیار نہیں۔ لہذا جب عام حکمران اور دنیا کے معمولی بادشاہوں کے نائب اختیارات رکھتے ہیں تو جو احکم الحاکمین، رب العالمین کا نائب اکبر اور خلیفہ اعظم ہوگا، اس کے اختیار کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

محمد وحید..... یہ بات تو دل میں اُتری معلوم ہوتی ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:-

اَنَا اعْطَيْتُكَ الْكَوْثَرَ (پارہ ۳۰، سورہ کوثر: ۱) بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔

محمد وحید..... خیر کثیر کتنی ہے اور کیا ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ دنیا کتنی وسیع اور بڑی ہے، زمین اور جو کچھ اس میں ہے، سب کا سب دنیا میں شامل ہے، مگر اس کی بے پناہ وسعت کے باوجود اللہ عزوجل نے فرمایا، **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ** (پارہ ۵، سورہ نساء: ۷۷) تم فرما دو کہ دنیا کا سامان تھوڑا ہے۔ اور پھر خود ہی وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ انہیں خیر کثیر عطا فرمائی، تو آپ غور کریں کہ وہ خیر کثیر کتنی ہوگی؟

محمد وحید..... کیا حضور علیہ السلام نے اس سے کچھ عطا بھی فرمایا ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو سب خوبیوں سے بڑھ کر سخی ہیں۔ آپ کا فرمان ہے، **اَنَا اَجُودُ النَّاسِ** میں سب لوگوں سے بڑھ کر وجود بخشش کرنے والا ہوں۔ (الصحيح للبخاری باب الوحي، ج ۳، مشکوٰۃ) اور بخاری شریف میں ہے، **اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يَعْطِي** میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عزوجل عطا فرماتا ہے۔ (الصحيح للبخاری کتاب العلم، ج ۱۶) یعنی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزائن الہی اور نعمت خداوندی کو سارے جہان میں تقسیم فرمانے والے ہیں۔

محمد وحید..... پھر تو حضور علیہ السلام اللہ کے اذن اور عطا سے حاکم و مختار ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! اللہ عزوجل نے فرمایا، **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوْكَ** (پارہ ۵، سورہ نساء: ۶۵)

اے محبوب! تیرے رب کی قسم لوگ مؤمن ہو ہی نہیں سکتے، جب تک آپ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں۔

محمد وحید..... کیا حضور علیہ السلام کے اختیارات میں وہ کُنْ (ہو جا) کہہ کر کام کر دینے کا اختیار بھی شامل ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... یہ تو بہت سی احادیث میں ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں ہے کہ ایک کنویں کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا، اس کا نام بنیسان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کا نام نعمان ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے چنانچہ اسی وقت پانی میٹھا ہو گیا۔ طبرانی و بیہقی میں ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقل اُتارتا تھا۔ آپ نے فرمایا، کُنْ كَذَلِكَ اسی طرح ہو جا۔ چنانچہ وہ مرتے دم تک ویسے ہی رہا۔ مسلم شریف میں ہے کہ ایک آدمی کو بائیں ہاتھ سے کھانے سے منع کیا اور دائیں سے کھانے کو کہا۔ تو اس نے کہا، میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، تو اس کی طاقت نہ رکھے چنانچہ مرتے دم تک وہ اپنا دایاں ہاتھ نہ اٹھا سکا۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک کاتب وحی مرتد و کافر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے زمین قبول نہ کرے گی۔ چنانچہ وہ مرنے کے بعد کوئی مرتبہ دفن کیا گیا، مگر زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ (الصحيح للبخاری باب علامات النبوة فی الاسلام، ج ۱ ص ۵۱۱، مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات، ص ۵۳۵)

محمد وحید..... یہ باتیں تو باغ ایمان میں بہار لارہی ہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... لطف کی بات تو یہ ہے کہ جنت کے اندر جا کر ہمیں بھی یہ طاقت حاصل ہوگی کہ جو چاہیں گے ویسے ہی ہو جائے گا۔ محمد وحید..... وہ کیسے؟

عبدالمصطفیٰ..... قرآن پاک میں ہے:-

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُیْ اَنْفُسُكُمْ (پارہ ۲۴، سورہ سجدہ: ۳۱) اور تمہارے لئے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو تمہارا جی چاہے گا۔ محمد وحید..... جب جنت میں ہمارے چاہنے سے سب کچھ ہو جائیگا تو یقیناً دُنیا میں محبوبانِ خدا کے چاہنے سے بھی کچھ ہو سکتا ہے مگر میں نے سنا تھا کہ غیر خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

عبدالمصطفیٰ..... اس بات کا جتنا وزن ہے وہ آپ خود ہی محسوس کر سکتے ہیں کہ غیر خدا کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے سورج واپس نہیں پلٹا..... کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے چاند و نکلڑے نہیں ہوا بلکہ جس قبلہ کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے ہی بنا ہے۔

محمد وحید..... وہ کیسے؟

عبدالصطفی..... پہلے پہل بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کی چاہت یہ تھی کہ کعبہ قبلہ بن جائے چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا:-

قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها (پارہ ۲، سورہ بقرہ: ۱۴۴)

اے محبوب! ہم آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں
پس آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہوں گے۔

محمد وحید..... سُبْحَانَ اللَّهِ! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہے؟ کہ ان کی مرضی سے کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔
عبدالصطفی..... اللہ عزوجل کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی کتنی پسند ہے۔ فرمایا:-

وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فِئْرَضِي (پارہ ۳، سورہ النحل: ۵)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے پھر اتنا عطا کیا کہ ہماری عقل و فہم میں سمجھ نہیں سکتا۔

محمد وحید..... احادیث میں کچھ تو اس کا ذکر ہوگا، وہی بیان کریں۔ آپ کی باتوں سے ایمان تازہ ہو رہا ہے۔

عبدالصطفی..... بعض حدیثوں میں ہے کہ قیامت کے دن داروغہ جنت کہے گا، **اِنَّ اللّٰهَ امرنى ان ادفع مفاتيح الجنة الى محمد** بے شک اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ جنت کی چابیاں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں۔
اور داروغہ جہنم کہے گا، **اِنَّ اللّٰهَ امرنى ان ادفع مفاتيح جهنم الى محمد** بے شک اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی چابیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے کر دوں۔ (الدر المنثور للسيوطی، ج ۳ ص ۲۵۶، تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۴ ص ۲۳۱، انصاف السادة للزيدي، ج ۹ ص ۱۷۶، الاكتفاء في فضل الاربعة)

داری شریف میں ہے، **الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدى** قیامت کے دن عزت اور تمام کی تمام چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ بخاری و مسلم میں ہے، **بيننا انا نائم انجى بمفاتيح خزائن الارض فوضعت فى يدى** میں نیند کی حالت میں تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں، پھر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔
(الجامع الصحيح للبخارى باب نصرت بالرعب مسيرة شهر، ج ۱ ص ۴۱۸، الصحيح للمسلم كتاب المساجد و مواضع الصلوة، ج ۱ ص ۱۹۹، المسند لاحمد بن حنبل، ج ۲ ص ۴۵۵، السنن الكبرى للبيهقي، ج ۸ ص ۱۷۵، التفسير للبغوي، ج ۲ ص ۱۶۰، التفسير للقرطبي، ج ۱ ص ۴۹، دلائل النبوة للبيهقي، ج ۳ ص ۳۳۵، شرح السنة للبغوي، ج ۱ ص ۲۵۲)

ایک حدیث میں ہے، **اعطيت مفاتيح خزائن الارض** مجھے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔
(الصحيح للبخارى باب نصرت بالرعب مسيرة شهر، ج ۱ ص ۴۱۸، الصحيح للمسلم كتاب المساجد و مواضع الصلوة، ج ۱ ص ۱۹۹)

محمد وحید..... یہ تو انتہائی واضح مفہوم کی احادیث ہیں ان کے ہوتے ہوئے تو انسان سیدھی راہ سے بھٹک ہی نہیں سکتا۔

عبدالمصطفیٰ..... یقیناً ایسا ہی ہے۔ اللہ عزوجل کا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتنا کرم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:-
لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے۔ (مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ، ص ۵۳۱) یہی وہ کمالات و فضائل تھے، جنہیں دیکھ کر مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہنا پڑا:- **مَا أَرَىٰ رَبَّكَ إِلَّا يَسَارِعُ فِي هَوَاك** میں آپ کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں بڑی جلدی کرتا ہے۔

محمد وحید..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اتنا کچھ عطا فرمایا گیا تو کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے لوگوں کو عطا بھی فرمایا؟
 عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! جنت عطا کرنا تو احادیث میں آیا ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، **سَلِّ مَا نَغَا** انہوں نے عرض کی، **اسئلك مرافقتك في الجنة** میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا، کچھ اور بھی مانگ لو، عرض کیا، بس اتنا ہی کافی ہے۔ (الصحيح للمسلم باب فضل السجود والحث عليه، ج ۱ ص ۹۳، السنن لابی داؤد باب وقت قيام النبي عليه السلام من الليل، ج ۱ ص ۱۸۷، السنن للبخاری باب فضل السجود، ج ۱ ص ۱۸۷، المسند لاحمد بن حنبل، ج ۱ ص ۱۱۰، الترغيب والترهيب للمندري، ج ۱ ص ۲۴۹، المؤطا للمالك، كنز العمال للمنقي، ج ۷ ص ۳۰۶)

محمد وحید..... کیا اور بھی صحابہ کرام نے آپ سے جنت مانگی؟

عبدالمصطفیٰ..... ہر صحابی کی ہی خواہش ہوتی تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مانگنے کا اذن عطا کر دیں تو وہ جنت ہی مانگیں گے۔
 چنانچہ طبرانی میں حدیث ہے کہ ایک اعرابی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلقاً مانگنے کو کہا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، **فَغَبَطْنَاهُ وَقُلْنَا اَلَا يَسْئَلُ الْجَنَّةَ** پس ہم نے اس کی قسمت پر رشک کیا اور کہا کہ اب تو یہ جنت مانگے گا۔ مگر اس نے اونٹ اور زاد راہ مانگا، جس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بڑھیا اس سے زیادہ دانا تھی۔ پھر آپ نے اس بڑھیا کا واقعہ بیان کیا کہ دریائے نیل پار کرنے کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر مبارک ہے ان کے بدن اطہر کو بھی ساتھ لے لو۔ آپ نے ایک بڑھیا سے قبر کا پتا پوچھا، اس نے کہا، جب تک جنت میں اس درجہ میں آپ مجھے جگہ نہ عطا کر دیں جس میں آپ ہوں گے، میں آپ کو پتا نہیں بتاؤں گی۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، **سَلِّ الْجَنَّةَ** صرف جنت مانگ بڑھیا نہ مانی۔ وحی نازل ہوئی۔ **اعطها فانه لن ينقصك شيئا فاعطاها** اے موسیٰ (علیہ السلام)! بڑھیا کو وہی درجہ دے دو۔ تمہارا کچھ نہیں جائے گا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بڑھیا کو جنت کا وہی درجہ عطا کر دیا۔ (الصحيح لابن حبان، الدر المنثور للسيوطي، المستدرک للحاکم، ج ۲ ص ۴۳۹)

محمد وحید..... کیا حضور علیہ السلام نے بھی اس طرح کسی کو جنت عطا کی؟

عبدالمصطفیٰ..... حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ تو میں نے عرض کر دیا۔ اس کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو مرتبہ جنت کا سودا کیا اور انہیں ضمانت دی۔

محمد وحید..... مگر وہاں تو ضمانت کا ذکر ہے۔ عطا کرنے کا تو نہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... اگر میں کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دوں تو کیا آپ مجھے پاکستان کی وزارت عظمیٰ کی ضمانت دے سکتے ہیں؟

محمد وحید..... نہیں! کیونکہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔

عبدالمصطفیٰ..... ایک عدد بائیکل کی ضمانت دے سکتے ہیں؟

محمد وحید..... جی ہاں! کیونکہ یہ میرے اختیار میں ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... معلوم ہوا آپ اس کی ضمانت دے سکتے ہیں جو آپ کے اختیار میں ہے اور جو اختیار میں نہیں آپ اس کی ضمانت نہیں دے سکتے۔ یونہی اگر جنت عطا کرنا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار میں نہ ہوتا تو آپ کبھی بھی ضمانت نہ دیتے مگر آپ نے ضمانت دی۔ لہذا معلوم ہوا کہ جنت عطا کرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے۔

محمد وحید..... یہ تو بڑے منطقی انداز سے بات سمجھ آتی ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... یہ تو تکنیکی امور تھے۔ تشریحی امور میں بھی اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیارات عطا فرمائے تھے۔

محمد وحید..... تشریحی امور کیا ہوتے ہیں؟

عبدالمصطفیٰ..... کسی چیز کو حلال و حرام کرنا، یہ تشریحی امور سے تعلق رکھتا ہے۔

محمد وحید..... آپ کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل تھا کہ آپ چیزوں کو حلال بھی کر سکتے ہیں اور حرام بھی۔

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! بلکہ یہ اختیارات تو قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی ثابت ہیں۔

محمد وحید..... کون سی آیت اور سورت میں؟

عبدالمصطفیٰ..... پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۵۰..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:-

وَلَا حِلَّ لَكُمْ بِعَظْمِ الَّذِي هُمْ عَلَيْكُمْ

اور (میں اس لئے آیا ہوں) تاکہ تمہارے لئے بعض چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کی گئی تھیں۔

محمد وحید..... حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کون سی آیت ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... متعدد آیات ہیں مثلاً فرمان الہی ہے:-

و یحل لہم الطیبات و یحرم علیہم الخبیثات (پارہ ۹، سورۃ اعراف: ۱۵۷)

اور یہ نبی ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور خبیث چیزیں حرام کرتا ہے۔

محمد وحید..... کیا اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو ان چیزوں کا حلال یا حرام ہونا بتاتے ہیں؟

عبدالمصطفیٰ..... بتاتے تو علماء کرام بھی ہیں کہ زنا و سود و رشوت حرام ہے اور نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ فرض ہیں تو کہا یہ کہہ سکتے ہیں کہ

آج ہمارے مولوی صاحب نے زنا و سود اور رشوت حرام کر دی ہے اور فلاں عالم صاحب نے نماز و روزہ وغیرہ فرض کر دیا ہے۔

محمد وحید..... یہ تو نہیں کہہ سکتے۔

عبدالمصطفیٰ..... تو پھر یقیناً آیت میں تحلیل و تحریم کا مطلب یہ ہے کہ عطاء الہی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہہ دینے سے

بعض چیزیں حلال ہو گئیں اور بعض حرام۔

محمد وحید..... کیا اس حلال و حرام کرنے کی کوئی مثال بھی ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... بیسیوں مثالیں ہیں قرآن پاک میں ہی ہے: **و ما کان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضی اللہ و رسوله**

امران یکون لہم الخیرۃ من امرہم (پارہ ۲۴، سورۃ احزاب: ۳۶) اور کسی مومن مرد اور عورت کو اپنے معاملے کا اختیار

باقی نہیں رہتا جب اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیصلہ فرما دے۔

محمد وحید..... آیت کا مفہوم کھل کر واضح نہیں ہوا، کچھ تفصیل بیان کریں۔

عبدالمصطفیٰ..... اس کے شان نزول سے آپ مفہوم سمجھ جائیں گے وہ سن لیں..... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کریں انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر آیت مبارکہ نازل ہوئی اور

بتایا گیا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا اختیار استعمال فرمائیں تو کسی کو اختیار باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ اب دیکھیں! عورت کیلئے جائز ہوتا ہے کہ وہ جس مرد سے چاہے نکاح کرے

جو اس کیلئے حلال ہو، خواہ وہ کوئی بھی ہو لیکن جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرما دیا تو حضرت زید سے نکاح کرنا ضروری اور

غیر سے نکاح کرنا ناجائز ہو گیا۔

محمد وحید..... کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کے عطا کردہ اختیار کے بارے میں خود بھی کچھ فرمایا ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! مسلم، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ جب حج فرض ہوا تو کسی نے پوچھا، کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا، **و لو قلت نعم لوجبت** نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہو جاتا۔ (السنن للنسائی باب وجوب الحج، ج ۲ ص ۱، الصحيح للمسلم باب فرض الحج مرة في العمر، ج ۱ ص ۴۳۲، السنن الكبرى للبيهقي، ج ۵ ص ۱۷۸، المستدرک للحاکم، ج ۱ ص ۴۸۰، السنن للدارقطني، ج ۲ ص ۲۷۹)

محمد وحید..... سُبْحَانَ اللَّهِ! کیسی عظمت و شان ہے کہ صرف ہاں کہنے سے ہی چیز فرض ہو جاتی۔

عبدالمصطفیٰ..... مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی شفقت ہے کہ اُمت کی مشقت کا خیال فرماتے ہوئے حج ہر سال فرض نہ فرمایا۔ محمد وحید..... یقیناً یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت ہے۔

عبدالمصطفیٰ..... احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے: **لولا ضعف الضعيف وسقم السقيم وحاجة ذي الحاجة لآخرت هذه الصلوة الى شطر الليل** اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری اور حاجت والے کی حاجت کا خوف نہ ہوتا تو میں نماز عشاء کے وقت کو نصف رات تک موخر کر دیتا۔ یعنی عشاء آدھی رات کو پڑھنا ہی فرض ہو جاتا۔

(المسند لاحمد بن حنبل، ج ۴ ص ۱۱۴، السنن لابن ماجة باب وقت صلوة العشاء، ج ۱ ص ۵۰، المصنف لابن أبي شيبة، ج ۱ ص ۲۳۱، الصحيح للمسلم باب وقت العشاء وتأخيرها، ج ۱ ص ۲۹، الصحيح للبخاري باب النوم قبل العشاء، ج ۱ ص ۸۱، السنن للنسائي باب آخر وقت العشاء، ج ۱ ص ۲۳، السنن لابی داؤد باب وقت العشاء، ج ۱ ص ۶۰، كنز العمال للمعتقى، ۸ ص ۵۸)

محمد وحید..... اس طرح کی حدیث تو مسواک کے بارے میں بھی سنی تھی؟

عبدالمصطفیٰ..... وہ بھی ہے۔ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابوداؤد میں اس مفہوم کی حدیثیں ہیں کہ **لولا ان اشق على أمتي لامرتهم بالسواك عند كل صلوة** اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ یعنی ہر نماز کیلئے مسواک کرنا فرض کر دیتا۔ (الصحيح للبخاري باب السواك يوم الجمعة، ج ۱ ص ۱۲۲، الصحيح لمسلم باب السواك، ج ۱ ص ۱۲۸، السنن للنسائي باب الرخصة بالسواك بالعشي، ج ۱ ص ۳، السنن للنسائي لابن ماجة باب السواك، ج ۱ ص ۲۵، المسند لاحمد بن حنبل، ج ۱ ص ۲۲۱، السنن للبيهقي، ج ۱ ص ۳۵، الصحيح لابن حبان، ۱۴۲، المسند لابی عوانة، ج ۱ ص ۱۹۱)

بلکہ ایک روایت میں ہے، **كما فرضت عليهم الوضوء** ان پر مسواک کرنا فرض کرو دیتا جیسا کہ میں نے ان پر وضو کرنا فرض کر دیا ہے۔ (المستدرک للحاکم، ۱۴۶، مجمع الزوائد للهيثمي، ج ۱ ص ۱۲۲)

محمد وحید..... کسی اور چیز کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے اختیار کا ثبوت ملتا ہے؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں سند صحیح مروی ہے، **و لو مضى السائل على مسئلته لجعلها خمسا** موزہ پر مسح کی مدت پوچھنے والا اور مہلت مانگ لیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسافر کیلئے پانچ دن کر دیتے۔ (السنن لابی داؤد با التوقیت فی المسح، ج ۱ ص ۲۱، السنن لابن ماجہ باب ماجاء فی التوقیت علی المسح، ج ۱ ص ۴۲) نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، **قد عفوت عن الخيل و الرقيق** میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف کر دی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

محمد وحید..... کسی چیز کو حرام کر دینے سے متعلق بھی احادیث ہیں؟

عبدالمصطفیٰ..... جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے زمانا کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا، **حرام حرمہ اللہ و رسولہ**، حرام ہے اسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا۔ (المسند لاحمد بن حنبل، ج ۶ ص ۸، مجمع الزوائد للہیثمی، ج ۸ ص ۱۶۸، فتح الباری للعسقلانی، ج ۸ ص ۴۹۴، الدر المنثور للسیوطی، ج ۲ ص ۱۵۹)

نیز حدیث کی مشہور کتاب حاکم میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، **انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم و المرأة** میں تم پر دو کمزوروں کی حق تلفی حرام کرتا ہوں، یتیم کی اور عورت کی۔ (المستدرک للحاکم، ج ۱ ص ۶۳، کنز العمال للمتقی، ج ۱ ص ۱۹۸، سنن کبریٰ للبیہقی) نیز بخاری و مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں فرمایا، بیشک اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور مردار اور سود اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا۔ (الصحيح للبخاری باب بیع المیتة و الاصنام، ج ۱ ص ۲۸۹، الصحيح للمسلم باب تحريم الخمر و المیتة، ج ۲ ص ۲۳، المسند لاحمد بن حنبل، ج ۳ ص ۲۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۶ ص ۱۲)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، **لا تشرب مسکرا فانی حرمت کل مسکر** نشہ آور چیز نہ پیو، اس لئے کہ میں نے ہر نشہ آور چیز حرام کر دی ہے۔ (السنن للنسائی باب تفسیر البقع و المزہ، ج ۲ ص ۲۷۷، کنز العمال للمتقی، ج ۵ ص ۴۳۴) بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمادیا، **ان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ** بیشک جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا وہ اس کی مثل ہے جو اللہ نے حرام کیا۔ (الجامع للترمذی باب ماجاء فیمن روی حدثنا، ج ۲ ص ۹۱، السنن لابی داؤد باب فی لزوم السنة، ج ۲ ص ۶۳۶، السنن لابن ماجہ باب اتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۱ ص ۳)

اب آپ غور کریں! کیا ان آیات و احادیث میں حلال و حرام کرنے کی صریح نسبت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نہیں ہے؟ یقیناً ہے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک احکام شریعہ ہیں۔

محمد وحید..... کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی اختیار تھا کہ کسی شخص پر کوئی خاص چیز معاف کر دیں؟

عبدالمصطفیٰ..... یقیناً تھا! اس طرح کی بہت سی احادیث ہیں جن میں سے میں خلاصہ سنا دیتا ہوں۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت ابو بردہ بن نيار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی۔ صحابہ نے بتایا، یہ تو نہیں ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو چھ ماہ کا بکری کا بچہ قربانی کر دے تیری طرف سے وہ بھی کافی ہوگا۔ (الصحيح للبخاری، باب ذبح قبل الصلوة اعاده، ج ۲ ص ۸۳۴، الصحيح للمسلم كتاب الاضاحی، ج ۲ ص ۱۵۴)

یونہی بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شمشا ہے بکری کے بچے کی قربانی کی اجازت دے دی گئی حالانکہ قربانی کے بکرے کیلئے ایک سال کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ (الصحيح للبخاری باب قسمة الاضاحی بین الناس،

ج ۲ ص ۸۳۲، الصحيح للمسلم باب من الضحية، ج ۲ ص ۱۵۵، السنن الكبرى للبيهقي، ج ۹ ص ۴۵۲)

یونہی میت پر چیخنا، چلانا اور واویلہ کرنا حرام ہے مگر مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے ان کے سوال پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوحہ کرنا جائز کر دیا۔ نیز شوہر کی وفات کے بعد عورت چار مہینے دس دن سوگ مناتی ہے کہ یہ واجب ہے۔ لہذا وہ تیل، خوشبو، مہندی وغیرہ کیساتھ بناؤ سنگھار نہیں کر سکتی۔ مگر حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت عمیس کو شوہر کی وفات کے تین دن بعد ہی سنگھار کی اجازت دے دی۔ (الصحيح للمسلم باب نهى النساء عن النياحة، ج ۱ ص ۳۰۷، الجامع للترمذی تفسير سورة الممتحنة، ج ۲ ص ۱۶۷)

اس طرح ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ کتب کثیر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کر دیا۔ (السنن لابی داؤد باب اذا علم الحاكم صدق شهادة الواحد، ج ۲ ص ۵۰۸، السنن للنسائی باب التسهيل فی تر الاشهاد علی البیع، ج ۲ ص ۱۹۹، المصنف لابن ابی شیبہ، ج ۴ ص ۵۳۸)

اس کے علاوہ بخاری و مسلم بلکہ صحاح ستہ میں ہے، ایک آدمی نے روزہ توڑ لیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ اس نے کہا میں خود مسکین ہوں۔ فرمایا، چا پھر اپنی بیوی بچوں کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائیگا۔ (الصحيح للبخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن له شئی، ج ۱ ص ۶۵۹، الصحيح للمسلم باب تغلیط تحریم الجماع فی نهار رمضان، ج ۱ ص ۳۵۴، الجامع للترمذی باب ماجاء فی كفارة الفطر فی رمضان، السنن لابی داؤد باب كفارة من اتى اهله فی رمضان، السنن لابن ماجه باب ماجاء فی كفارة من الفطر یوما، ج ۱ ص ۱۲۰، المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۲ ص ۳۶۶، السنن الكبرى للبيهقي، ج ۴ ص ۲۲۱)

نیز ایک جوان آدمی کو ایک عورت کا دودھ پینے کی اجازت عطا فرمائی تاکہ اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے۔ حالانکہ اڑھائی سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنابت کی حالت میں مسجد میں آنے کی اجازت، ایک صحابی کو سونے کی انگوٹھی اور دوسرے کو سونے کنگن پہننے کی اجازت کا ذکر بھی احادیث میں ہے۔ حالانکہ اوروں کیلئے یہ حرام ہے الغرض بہت سی حدیثیں ہیں۔

محمد وحید..... آپ نے تو حدیثوں کا ڈھیر لگا دیا، اتنی حدیثوں کے ہوتے ہوئے سیدھی راہ سے بھٹکنا ناممکن ہے۔
عبدالمصطفیٰ..... عقل سلیم رکھنے والوں کیلئے بھٹکنا واقعی بہت مشکل ہے۔ ایک اور بڑی پیاری حدیث ذہن میں آئی۔ اگر اجازت ہو
تو سنا دوں۔

محمد وحید..... اجازت کی کیا بات ہے! آپ ضرور سنائیں، بڑی خوشی ہوگی۔
عبدالمصطفیٰ..... بخاری شریف میں ہے، **اعلموا ان الارض لله ورسوله** جان لوزمین کا مالک اللہ عزوجل اور
اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ (الجامع الصحيح للبخاری باب اخراج اليهود من جزيرة العرب، ج ۱ ص ۴۴۹،
المستند لاحمد بن حنبل، ج ۲ ص ۴۵۱، فتح الباری للعسقلانی، ج ۱۲ ص ۳۱۷)
محمد وحید..... سُبْحَانَ اللَّهِ! کتنی جانفزا حدیث ہے کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی کوئی کمی نہ چھوڑی ایک آدھ اور بھی
حدیث سنا دیں تو مہربانی ہوگی۔

عبدالمصطفیٰ..... احمد اور ترمذی شریف میں ہے، **رب متخوض فيما شاءت نفسه من مال الله ورسوله ليس
له يوم القيامة الا النار** اور بہت لوگ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے اپنے نفس کی خواہش میں
ڈوبنے والے ہیں۔ جن کیلئے قیامت کے دن نہیں ہے مگر آگ۔ (الجامع للترمذی، الزهد، ج ۲ ص ۶۰، المستند لاحمد
بن حنبل، ج ۶ ص ۳۷۸)

محمد وحید..... اللہ عزوجل آپ کے علم و فضل میں برکت دے کتنی پیاری حدیث سنائی کہ لوگوں کے پاس جو مال ہے وہ اللہ عزوجل و
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔ مجھے آپ کی باتیں بہت پسند آئیں۔
عبدالمصطفیٰ..... اور مجھے آپ کا ان باتوں کو توجہ سے سننا۔
محمد وحید..... اچھا پھر ملاقات ہوگی۔ **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ!**
عبدالمصطفیٰ..... **إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَعَلَيْكُمْ السَّلَام!**

اللہ عزوجل آپ کے علم و عمل اور عمر و عافیت میں برکت پیدا فرمائے۔

☆ ق د م ت بِالْخ ي ر ☆